الاستمداد
مع
غائبانہ بیعت کا ثبوت
مصنف
فیضِ ملت، شمس المصنفین، اُستاذ العرب والعجم، مُفسرِ اعظم پاکستان
حضرت علامہ ابوالصالح
مدظلہ العالی
مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی
www.faizahmedowaisi.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الاستمداد
مع
غائبانہ بیعت کا ثبوت

از

شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیضِ ملت، مفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی علیہ الرحمۃ القوی

نوٹ: اگر اس کتاب میں کمپوزنگ کی کوئی بھی غلطی پائیں تو برائے کرم ہمیں مندرجہ ذیل ای میل ایڈریس پر مطلع کریں تا کہ اُس غلطی کو صحیح کر لیا جائے۔ (شکریہ)

admin@faizahmedowaisi.com

الاستمداد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

محبوبانِ خدا (انبیاء واُولیاء علیہم السلام) سے مدد مانگنا اس عقیدہ پر کہ یہ حضرات اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہمارے وسیلہ ہیں ان کی دعائیں مستجاب ہیں اور ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے بھی وعدہ فرمایا ہے:

لئن سألنی لاعطینہ

بنابریں انہیں عرض کرنا آپ دعا فرمائیں میرا کام ہوجائے۔ اس میں کوئی شرعی قباحت نہیں اسی موضوع پر اہل سنت کی طرف سے بیشمار تصانیف ورسائل معرض تحریر میں آچکے ہیں۔ فقیر نے بھی درجنوں رسالے لکھے ہیں اس رسالہ میں صرف ان چند بزرگوں کی تصریحات عرض کرتا ہوں جو مخالفین کے معتمد علیہم ہیں یعنی شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالعزیز، حاجی امداد اللہ رحمہم اللہ۔

(۱) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مسلک حق اہل سنت کے مقتدا و پیشوا ہیں انہیں وہابیت سے دور کا واسطہ بھی نہیں ان کی بعض تصانیف میں تحریف واضافے وہابیوں نے کئے بلکہ بعض تصانیف ان کے نام سے شائع کیں۔ فقیر نے ان کی شرارت کو اپنی تصنیف "التحقیق الحلی فی مسلك شاہ ولی" میں واضح کیا ہے دوسری تصنیف ''کیا شاہ ولی اللہ وہابی تھے؟'' میں بھرپور دلائل سے ثابت کیا ہے کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ وہابی نہیں بلکہ سنی تھے ان کے عقائد و معمولات اسی طرح تھے جیسے کہ دورِ حاضرہ میں اہل سنت بریلوں کے ہیں۔

(۲) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی متصلب سنی تھے۔ انہی کے دور میں ان کا بھتیجا شاہ اسماعیل دہلوی اہل سنت کے مذہب سے منحرف ہوا تو شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے اسے عاق کردیا اور اپنی جائیداد سے محروم کرکے ہمیشہ کے لئے اسے اپنے سے دور کردیا۔ جب شاہ اسماعیل کی تصنیف تقویۃ الایمان منظر عام پر آئی تو شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے فرمایا کہ اگر میں نابینا نہ ہوتا تو اس کا رد اس طرح کرتا جیسے شیعوں کے رد میں ''تحفہ اثنا عشریہ'' لکھی ہے۔ یاد رہے کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی تصانیف میں وہابیوں دیوبندیوں نے تحریف واضافے کئے اس کی تفصیل بھی فقیر نے "التحقیق الحلی" میں لکھ دی ہے۔

(۳) حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ بھی سنی تھے ان کے عقائد و معمولات اس طرح تھے جیسے آج کل سنی بریلویوں

کے ہیں جیسا کہ ان کی تصانیف شاہد ہیں بالخصوص "فیصلہ ھفت مسئلہ ، کلیاتِ امدادیہ اور ملفوظات" وغیرہ ہیں۔آپ کے خلفاء میں زیادہ اہل سنت علماء ہیں۔اس کی تفصیل فقیر نے "تذکرہ علمائے اہلِ سنت" میں عرض کر دی ہے۔

ان کے حوالہ جات مخالفین کو ماننا ضروری ہے کیونکہ آپ دیوبند کے ستونوں (قاسم نانوتوی، اشرف علی تھانوی، رشید احمد گنگوہی) کے پیرومرشد ہیں اور پیری مریدی کا ضابطہ کلیہ ہے:

همے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید

یعنی اگر پیر مغان گوید مصلے کو شراب سے رنگیں بنادے۔

یعنی: اس کے ارشادِ گرامی کی پیروی اگر تجھے پیر مغان فرمائے اور یہ بھی اس شعبۂ تصوف کا ضابطہ ہے جو مرید اپنے مرشد کے خلاف کرے وہ مرید (بالضم) نہیں مرید (بالفتح) (راندۂ درگاہ) ہے۔ان حوالہ جات پڑھنے کے بعد قارئین فیصلہ کرلیں کہ یہ منکرین اپنے پیشواؤں کی کیوں نہیں مانتے۔

حوالہ جات شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ: شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

مے فرمودند میرے صاحب شوکت
ہمسایہ مصد فاضل بود عمارت حویلی خواست
اتفاقاً حویلی او موطنی کجی مے افتاد
از مصد فاضل قدرے زمین باضعاف
مضاعفہ ثمن مثل بلب کرو قبول نہ
نمود سر انجام میان ایشان خشونت و
وحشت واقع شدامیر گفت علی
الصباح پیش بادشاہ میروم والتماس
مے کنم کہ ایں زمین بادشاہی است
مملوك مصد فاضل نیست وایں بقعہ

رامے گیرم نے گذارم اگرچہ الوف

خرج شوند مصد فاضل نیست وایں مقبعہ رامے

گیرم نے گزارم اگرچہ الوف خرج شوند مصد

فاضل شب ھنگام بن آمد الصاح ازحد گزارىند

گفتم ھرگز بابادشاہ فلاقاتنخواھد کردو ھرگز

ایں مناقشہ نتواں بود علی الصباح بقعہ دیوان

بادشاہ از خانہ برآمد رسولاں یاوے

برخوردن رکہ فرمان آیست کہ

ھمیں ساعت کوچ کنی گفت می

خواھم کہ [illegible] شوم و بعض

مطالب ضروریہ عرض کنم گفتند نہ ھمیں

ساعت بشاید کہ کوچ کنی تجیرہ وکرہ

ھماں وقت اورا از شھر برآوردند

ھاں جھت خیلاں بیہ آجیاں دہ سپرد

فرصت [illegible]ت

(انفاس العارفین، صفحہ 56-57)

یعنی فرماتے ہیں کہ ایک بااقتدار امیر نے محمد فاضل کی ہمسائیگی میں حویلی کے قطعہ لیا۔ قطعہ کی ساخت کچھ ایسی تھی کہ حویلی میں ٹیڑھ آتی تھی۔ اس نے محمد فاضل سے دگنی تگنی قیمت پر قدرے زمین مانگی مگر وہ نہ مانا بالآخران کے درمیان رنجش اور جھگڑا ہوگیا۔ اس امیر نے کہا میں صبح جا کر بادشاہ سے کہوں گا کہ یہ زمین محمد فاضل کی ملکیت نہیں بلکہ سرکاری ہے۔ زمین کا یہ ٹکڑا چھوڑوں گا کسی بھی صورت نہیں بلکہ لے لوں گا چاہے ہزاروں روپے خرچ ہو جائیں۔ محمد فاضل رات کو میرے پاس آ کر حد سے زیادہ گڑگڑایا میں نے کہا کہ وہ بادشاہ سے ہرگز نہیں مل سکے گا اور کسی بھی صورت یہ جھگڑا پیدا نہیں ہوگا۔ چنانچہ صبح سویرے جب وہ امیر گھر سے نکل کر دربارِ بادشاہی جانے لگا تو راستے میں اسے شاہی سواروں نے

آلیا اور کہا کہ بادشاہ نے تمہارے لئے حکم دیا ہے کہ ابھی ابھی فلاں مہم کے لئے روانہ ہو جاؤ۔ امیر نے کہا کہ میری خواہش ہے کہ بادشاہ سے رُوبرو مل کر کچھ ضروری باتیں عرض کروں۔ کارندوں نے اس کی یہ بات نہ مانی اور فوراً ہی کوچ کرنے پر مجبور کر کے اسے زبردستی اُسی وقت شہر سے باہر نکال دیا اور وہ امیر اسی مہم میں مرگیا۔ چنانچہ اسے محمد فاضل سے جھگڑا کرنے کی ہی فرصت نہ ملی۔

نوٹ: یاد رہے کہ یہ کتاب شاہ ولی اللہ کی آخری تصنیف ہے۔ اس کے خلاف جو ہوگا وہ تحریف ہوگی۔

فوائد: (۱) شاہ عبدالرحیم کی شخصیت غیر معمولی مصیبتوں میں امداد کرنے کے لئے مشہور تھی۔ اس لئے آپ کو جاننے والا ہر شخص اپنی بگڑی بنانے کے لئے آپ کی طرف رجوع کرتا تھا۔

(۲) محمد فاضل خدا پرست تھا شاہ صاحب کا مرید تھا۔ اس نے اس معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا بھی ضرور مانگی ہوگی لیکن اس کے باوجود اپنی حاجت روائی کے لئے شاہ عبدالرحیم کے پاس جا کر گڑگڑایا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ محمد فاضل کا یہ اعتقاد تھا کہ غیر معمولی مشکل اور مصیبت میں ولیوں کے دروازے پر دہائی دنیا اسلام کے خلاف نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی عزت افزائی کے لئے جب منفعت اور دفع ضرر کے اختیارات دیئے ہیں۔

(۳) اگر محمد فاضل کا یہ عمل اسلام کے خلاف ہوتا تو شاہ عبدالرحیم اس کو ڈانٹ دیتے اور صرف اللہ تعالیٰ سے رجوع کرنے کی ہدایت دیتے۔

(۴) شاہ صاحب کا امیر کے بارے میں کہنا کہ وہ بادشاہ سے ہرگز نہیں مل سکے گا شاہ صاحب کی غیب دانی پر دلالت کرتا ہے یا ان کے تصرف پر ہر صورت میں اولیاء اللہ کی عظمت ثابت ہوتی ہے۔

(۵) امیر کا انتہائی کوشش کے باجود بادشاہ سے نہ مل سکنا اور جنگ میں مارا جانا شاہ صاحب کی تصرف کی واضح دلیل ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں:

می فرمودند در اوائل ہر کسے را کہ بنظر
قبول می دیدم مشغوف مے شد
ازیں جہت بہ کسے التفات نے کردم
وتنہا بر بالاخانہ مصد فاضل بودم و
جائے آمد ورفت چادر بر

روئے خودمے پیچیدم اتفاقاً روزے
هدایت اللہ بیگ بخانہ مصد فاضل نتقریب
قرابتے کرو کہ درمیان اینها بود
بیامہ ومرابا ومواجہ واقع شد
مشغوف گرید و خواهان بیعت گشت
شنیدہ بودم کہ دے رابیا عزیزے
متوکل نقشبندی رابطی مواسائی هست
گفتم سخن نیکی است و فقراء نیابہ
یك تن می باشند حتی آن عزیز
مقدم الست باو بیعت کن مکرر
مبالغہ می کردو شغف اواز حد گذشت آخر بابیعت
اوقبول کردم و گفتم مواصلة آن عزیز فروا گلزار
بعداز آن بنوہ آن عزیز را خبر رسید برآشفت و
بدست هدایت اللہ بیگ بمن گفتہ
فرستاد کہ هنوز جوانید شمارا طلب
طریق باید کردنہ ارشاد گفتم ایں فضل
وموجهت حق است موقوف
بر کبر سن نیست باز گفتہ فرستاد
کہ من انتقام ایں تعدی از شما میگرم
باخبر باشید گفتم لایحیق المکرائیسی الا

باهلہ خواہید ہر چہ خواہید اندیشہ بر شما خواہد افتار بہ ایذار من ہمت بست من نیز مدافعہ کردم کار بر آنجا رسید کہ بر آن عزیز ظاہر شد کہ بہ سینہ وے خنجر زدہ است ومدت حیاض سر شد در نیم شب ہدایت اللہ بیگ را طلبیدہ و استغفار کرد و بسیار شدند نسود و گفت بخشی کشتم کہ جان من نمی آید اما بایہ کہ قصد ایمان نکنند گفتہ اگر شما ابتداء بایذار نے کردند کار باین جا نمی رسید الحجم فی لعدم بار است شما ضرر راجع نیست ہماں شب بعالم قرار رسید رحمۃ اللہ علیہ

(انفاس العارفین صفحہ 58-57)

یعنی فرمایا کہ شروع شروع میں جس پر بھی میں محبت کی نگاہ ڈالتا وہ میرا دیوانہ ہو جاتا اس وجہ سے میں کسی پر بھی نگاہ التفات نہیں ڈالتا تھا اور اکیلا محمد فاضل کے بالا خانے پر رہتا تھا۔ ادھر اُدھر جاتے وقت اپنے چہرے پر چادر ڈال لیا کرتا تھا۔ اتفاقاً ایک دن ہدایت اللہ بیگ رشتہ داری کی تقریب میں محمد فاضل کے گھر آیا جب اس سے میرا سامنا ہوا تو وہ میرا دیوانہ ہو گیا اور اس نے مجھ سے بیعت کی خواہش کی۔ میں نے سن رکھا تھا کہ اسے بزرگ متوکل نقشبندی سے ربط و تعلق ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ بات ایک ہی ہے فقراء ایک تن کی مثال ہیں۔ اس بزرگ کا حق مقدم ہے اس لئے انہی سے

بیعت کیجئے اس نے دوبارہ اصرار کیا اور اس کی محبت بڑھ گئی۔ بالآخر میں نے اسے بیعت میں قبول کیا اور کہا کہ ان بزرگ سے بھی تعلق نہ توڑیئے گا۔ کچھ دنوں بعد اس بزرگ کو خبر پہنچی تو غصہ ہوئے اور ہدایت اللہ بیگ کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ ابھی جوان ہو تمہیں حصول طریقت کی کوشش کرنی چاہیے نہ کہ بیعت ارشاد۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے اس کا انحصار بڑی عمر پر نہیں ہوتا پھر کہلا بھیجا کہ میں تم سے اس زیادتی کا بدلہ لوں گا میں نے کہا:

وَ لَا یَحِیْقُ الْمَكْرُ السَّیِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ (پارہ ۲۲، سورۃ فاطر، ایت ۴۳)

ترجمہ: اور بُرا داؤں اپنے چلنے والے ہی پر پڑتا ہے۔

(یعنی چاہ کن را چاہ درپیش) جو چاہو کر کے دیکھ لو اس کی افتاد تم پر ہی پڑے گی۔ اس نے مجھے تکلیف پہنچانے کے لئے اپنا عمل شروع کر دیا۔ میں نے اپنی مدافعت کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ اس بزرگ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اس کے سینے میں خنجر چبھو دیا گیا ہے اور موت سر پر آ پہنچی ہے۔ آدھی رات کے وقت ہدایت اللہ بیگ کو بلوایا اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی مانگی اور میرے حق میں نیازمندی کا اظہار کرتے ہوئے کہ مجھے یقین ہے کہ میری جان نہیں بچے گی مگر انہیں چاہیے کہ میرا ایمان چھیننے کا قصد نہ کریں۔ میں نے کہلا بھیجا کہ اگر ایذا رسانی کا آغاز نہ کرتے تو نوبت یہاں تک نہ پہنچتی۔ بحمد للہ تمہارے ایمان کو ضرر نہیں پہنچے گا وہ بے چارے اس رات عالم قرار کو سدھار گئے ان پر اللہ کی رحمت ہو۔

فوائد: (۱) اللہ تعالیٰ نے شاہ عبدالرحیم کو یہ قوت عطا کی تھی کہ غیر عادی طریقہ پر اپنے مخالف کو موت کے گھاٹ اُتار سکیں۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے شاہ عبدالرحیم کو یہ قوت عطا کی تھی کہ غیر عادی طور پر اپنے مخالف کی ایذا رسانی کو دیکھ سکیں۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے شاہ عبدالرحیم کو یہ تصرف عطا کیا تھا کہ وہ اپنے مخالف کا ایمان سلب کریں۔

(۴) اس بزرگ نقشبندی کو جب موت سر پر نظر آئی اور اس کے ساتھ ایمان بھی جاتا دکھائی دیا تو اس نے غیر عادی طریقہ پر شاہ عبدالرحیم سے ایمان قائم رہنے کے لئے استمداد کی۔

(۵) شاہ عبدالرحیم نے اس کی غیر عادی طریقہ پر امداد کی اور اس کا ایمان قائم رہنے دیا۔

نیز شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں:

می فرمودند اعداء اهل جبت جمع شدند بر روساء آں نواحی ظاهر نمود ند که اراضی ایں جماعت زیاده ازم آنست که درفرماں حکم شده روسا

سردم رابجهت پیمائش تعین کردند

اهل پهلت رااضطرب شد

بمن التجا نمود ندو گفتنه چوں پیمائش

کننده عدو باشد هیچ تدابیر از

پیش نرود ایشان راتسلی دادم در

روز پیمود بالیشان حاضر شدم

واند کمی متوجه گشتم آنگاه گفتم

به پیمائید هر مزرعه که پیمودند کم

برم مداهن [illegible] صلاح کردند

که اگر همه مزرعه کم آید پیما کند متهم

شود و مناقشه منقطع نه گردد باید که

بعضی کم باشند و بعضی برابر و بعضی زائد

تا مجموعه بهیئت اجتماعیه مساوی

گردد دیگر بار توجه کرم و

هر چند پیمائنده انواع حیلها

انگیخت فائده نه کرد بر حسب

ولخواه ایشاں صورت گرفت

(انفاس العارفین، صفحه ٥٩)

یعنی فرمایا قصبہ پہلت کے معتقدین کے دشمنوں نے وہاں کے رئیسوں کو برانگیختہ کیا کہ اس جماعت (فقراء شاہ عبدالرحیم) کے قبضہ میں فرمانِ شاہی سے کچھ زیادہ زمین آئی ہوئی ہے۔ چنانچہ رئیسوں نے کچھ لوگوں کو پیمائش کے لئے مقرر کر دیا اس بات سے پہلت والوں کو سخت پریشانی ہوئی اور مجھ سے التجا کی جب ناپ کرنے والا بھی دشمن ہو تو ہماری تدبیر کیسے

چل سکے گی۔ میں نے انہیں تسلی دی اور پیمائش کرتے وہ اصل حساب سے بھی کم سمٹتا۔ پہلت والے پھر رونے لگے کہ اگر سبھی کھیت اصل پیمائش سے کم نکلے تو دشمن پٹواری پر شک کریں گے اور جھگڑے کی بنیاد ختم نہ ہوگی چاہیے کہ کچھ کھیت کم نکلیں کچھ برابر اور کچھ زیادہ تاکہ سب کھیت مل کر اجتماعی شکل میں برابر ہو جائیں۔ میں نے دوبارہ توجہ ڈالی اگرچہ پٹواری نے مختلف حیلوں بہانوں سے کام لینا چاہا مگر کامیابی نہ ہوئی اور پہلت والوں کے حسبِ منشاء کام ہوگیا۔

فوائد: (۱) شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین پر جب کوئی ناگہانی افتاد اور مصیبت پڑتی تو وہ شاہ صاحب کے پاس جا کر فریاد کرتے اور ان سے استمداد اور استعانت کرتے۔

(۲) شاہ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے یہ قوت اور قدرت عطا کی تھی کہ وہ توجہ کرتے تو غیر عادی طور پر یہ زمین سکڑ جاتی یا پھیل جاتی اور اس طرح مریدین کے حسبِ منشاء شاہ صاحب نے ان کی حاجت روائی کی۔

پھر شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مے فرمودند که [illegible] شرکاء
خویش منازعت افتاد جمع شدند و
خواستند محفه اوراهلاك كنند بسر آمد
والحاح عظيم كرد بحال وے متوجه شدم
گفتم برو ثابت باش از هیچکس مترس
شرکاء بچند هزار کسے بر سر او آمدند و
وے بجز بست کس رفیق نداشت
آخر ها صورت مرادید که ثبات امر مجھے
کنند بندقے سر داد و به اسپ عدو
رسید دردم بافتاد مرعوب
وخزول بگریختند

(انفاس العارفین،صفحه ۲۰۱)

یعنی فرمایا کہ اسد علی کا اپنے بعض ساتھیوں کے ساتھ جھگڑا ہو گیا ان سب نے مل کر اسے ہلاک کرنے کی ٹھان لی یہ میرے پاس بہت گڑگڑایا۔ میں اس کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ جاؤ مضبوط رہو اور کسی سے مت ڈرنا چنانچہ اس کے دشمن ہزار مددگاروں کے ساتھ اس پر چڑھ دوڑے حالانکہ اس کے ساتھ صرف بیس ساتھی تھے۔ بالآخر لڑائی کے دوران میری شکل دیکھی کہ ثابت قدمی کا حکم کر رہا ہوں۔ چنانچہ اس نے بندوق داغ دی جو دشمن کے گھوڑے کو جا لگی وہیں ڈھیر ہو گیا اور دشمن مرعوب ہو کر بھاگ گئے۔

اس واقع میں شاہ صاحب سے استمداد اور ان کی امداد کا واضح طور پر ذکر ہے۔ شاہ ولی اللہ اپنے والد کے جد امجد حضرت شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

یکباری سید برهان بخاری را قولنج عارض شد اضطراب بی حد کرده بحضرت ایشان خبر آوردند بخانه او رفتند و بر بالین او نشستند و مرض او را بسر گرفتند شفا کلی یافت اما گاه گاهی آن عارضه بحضرت ایشان عارض می شود

(انفاس العارفین، صفحہ ۱۷۷)

یعنی ایک بار سید برہان بخاری قولنج کے درد میں مبتلا ہو گئے اور شدید بے چینی محسوس کرنے لگے آپ کی خدمت میں عرض کی گئی تو آپ ان کے گھر تشریف لے گئے اور ان کے سرہانے بیٹھ کر اس مرض کو اس طرح سلب کر لیا کہ اسے فوراً شفا کاملہ ہو گئی البتہ کبھی کبھی قولنج کا یہ عارضہ حضرت شیخ کو ہو جاتا تھا۔

فائدہ: اس واقعہ میں حضرت شیخ محمد سے بیماری میں استمداد اور ان کے طریقہ سے امداد کرنا بالکل واضح ہے۔

شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں:

سید محمد وارث ذکر کرد که مرا

سفر سے پیش آمد بجناب ایشان

رجوع کہ دم بشارت عافیت

دادند اتفاقاً دراں سفر

شبے قطاع الطریق هجوم کردند

وخوف هلاك مستولی شد

بجناب ایشان متوجه شدم دران

حالت مرا رعشه گرفت ایشان

را در منام دیدم که میفرمایند

فلانے ترا [illegible] است

برخیز وبرو دو عدد لدو

که قریبی است از خلایه

مراعنایت فرمودند آں را

درهیچ [illegible] نگاه داشتیم

چوں بیدار شدم آں دو عدد

برابعینه یافتم برخاستم و

سوار شدم وراه خود گرفتم

همه قطاع طیرلق از من

غافل ماند ندو هیچکس متعرض نشد

وآں لدو مدتها بامن ماند

چوں ایشان ازیں عالم انتقال

کردند آں را بخوردم عجوزہ

را از مخلصات ایشاں بعد

وفات ایشاں تب لرزہ

در گرفت و بغایت نزار

گشت شبے بہ نوشیدن

آب و پوشیدن لحاف

محتاج شد و طاقت آں

نداشت و کسے حاضر بنود

ایشاں [illegible] رسید و آب

داد بدو لحاف پوشانیدند

آنگاہ غائب شد

(انفاس العارفین ،صفحہ ۱۷۸)

یعنی سید محمد وارث کا بیان ہے کہ مجھے ایک سفر کا اتفاق ہوا۔ میں حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے توجہ کی درخواست کی آپ نے خیر و عافیت کی خوشخبری دی۔ اتفاقاً سفر میں ایک رات ڈاکوؤں نے حملہ کردیا اور مجھے اپنی موت کا خوف محسوس ہوا۔ اس حالت میں حضرت شیخ کی جانب میں متوجہ ہوا۔ فوراً مجھ پر رعشہ طاری ہوگیا اور خواب میں میں نے حضرت شیخ کو دیکھا کہ آپ فرمارہے ہیں فلاں تمہیں کس نے روکا ہے اُٹھو اور روانہ ہو جاؤ۔ اس کے بعد آپ نے مجھے دو لڈو عنایت فرمائے جو میں نے جیب میں رکھ لئے۔ جب اس غنودگی سے بیدار ہوا تو میں نے دیکھا کہ وہ دونوں لڈو بدستور میری جیب میں موجود ہیں چنانچہ میں اُٹھا اور سوار ہو کر اپنی منزل کو چل دیا۔ تمام ڈاکو مجھ سے غافل رہے اور ان میں سے کوئی شخص بھی مجھ سے تعرض نہ کرسکا ایک عرصہ تک (بطور تبرک) میرے پاس موجود رہے۔ مگر جب حضرت شیخ اس دارفانی سے کوچ فرماگئے تو میں نے کھالئے۔ حضرت شیخ کے انتقال کے بعد آپ کے متوسلین میں سے ایک عورت تپ لرزہ میں مبتلا ہوگئی اور انتہائی کمزور پڑگئی رات کے وقت اسے پانی اور لحاف اُوپر لینے کی ضرورت محسوس ہوئی خود اسے

اُٹھنے کی طاقت نہیں تھی اور پاس کوئی شخص نہیں چنانچہ حضرت شیخ متمثل ہو کر تشریف لائے آپ نے اسے پانی پلایا اور لحاف اُڑھایا اور پھر غائب ہو گئے۔

فائدہ: ان دونوں واقعات میں شاہ ولی اللہ نے غائبانہ طور پر اولیاء اللہ سے استمداد اور ان کی امداد بیان کی ہے اور اس سے پہلے انفاس العارفین میں جس قدر واقعات بیان کئے گئے ہیں ان سب میں یہی کچھ بیان کیا گیا ہے اور یہی شاہ ولی اللہ کا مسلک ہے۔ لہٰذا اس کے برخلاف شاہ صاحب سے جو کچھ منقول ہے وہ اس صورت پر محمول ہے جب کہ کسی شخص کو ذاتی قوت و اختیار کا مالک سمجھ کر اس سے استمداد کی جائے اس لئے مخالفین نے اس سلسلہ میں شاہ ولی اللہ صاحب کے جس قدر حوالے پیش کئے ہیں وہ انہیں مفید نہیں ہیں۔ یہ چند نمونے عرض کئے ہیں شائقین شاہ ولی اللہ کی تصانیف" انفاس العارفین الانتباہ اور الدرالثمین " کا مطالعہ کریں۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ : شاہ صاحب ہمارے تو مقتداء ہیں ہی لیکن مخالفین نہ صرف مقتدر مانتے ہیں بلکہ انہیں اپنا مایۂ ناز بزرگ سمجھتے ہیں۔ مولانا سرفراز گکھروی نے لکھا ہے کہ بلاشک مسلک دیوبند سے وابستہ جملہ حضرات حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کو اپنا روحانی پدر تسلیم کرتے ہیں اور اس پر فخر بھی کرتے ہیں ۔بلاشک دیوبندی حضرات کے لئے حضرت شاہ عبدالعزیز کا فیصلہ حکم آخر کی حیثیت رکھتا ہے۔(اتمام البرھان)

فوت شدہ بزرگوں کے بارے میں شاہ عبدالعزیز صاحب کا مسلک اپنے والد شاہ ولی اللہ کی طرح ہے اور وہ فوت شدہ بزرگوں سے استمداد کو جائز سمجھتے ہیں چنانچہ بستان المحدثین میں شیخ سیدی زروق فاسی کے احوال ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حاشیہ شیخ سیدی زروق فاسی علی البخاری
وے ابوالعباس احمد بن احمد بن محمد
بن عیسی برنسی فاسی ست معروف بہ
زروق روز پنجشنبہ وقت طلوع آفتاب
بست وهشتم محرم سال هشت صدو چهل
وشش تولد اوست ومادرو
پدرش قبل از سال هفتم قضا کروند

از علماء کبار دیار مغرب مثل فوری و محاجی واستادابو عبداللّٰہ صغیر وامام صحابی وابراهیم ناری وسیسی وسخاوی مصری ورصائع دوئی ودیگر بزرگان آنجا اخز علوم کرده شیخ اوسیدی زیتون رحمة اللّٰہ علیه درحق او بشارت داده که او از ابدال سبعه است و با وصف علو حال باطن تصانیف او در علوم ظاهره نیز نافع شده [illegible] افتاده از انجسله است این حاشیه که نهایت برجسته واقع شده وشرح رساله ابی زید درفقه مالکی وشرح ارشاد ابن عسکر در [illegible] از مختصر خلیل که درفقه مالکی مشهور ترین کتب ست وشرح قرطبیه و شرح راغبیه وشرح عافیه و شرح عقیده قدسیه وبست وچند شرح برحکم شیخ تاج بن عطاء اللّٰہ اسکندرانی وشرح حزب الجر وشرح مشکوة الحزب الکبیر وشرح

حقائق المقری وشرح اسماء حسنی و
شرح مر اصد که از تصانیف شیخ ابوالعباس
احمد بن عقبة الحضری ونصیحته کافیه ومختصر
آن واعانة الستوجه المسکن علی طریق
والقیم والتمکین وقواعد التصور که در
غایت خوبی وحین واقع [illegible] و حوادث
الوقت که کتاب [illegible] نهایت
نفیس در صد فصل [illegible]
فقراء وقت [illegible] فرموده و
رساله مختصره در علم حدیث و
مراسلات بسیاری که برای یاران خود
درآداب وحکم و موعظ ولطائف سلوك
نوشته بالجمله غیر جلیل القدریست
که مرتبة کمال او فوق آنکه ذکر است
واوآخر محققان صوفیه است که بین
الحقیقة والشریعة جامع بوده اندو
بشگردی اواجله علماء متفخر ومباهی بوده
اند مثل شهاب الدین قسطانی که سابق
حال اومذکور شد و شمس الدین
لقانی وخطاب الکبیر وطاهر بن زبان ردادی

یعنی یہ (شہاب الدین) ابوالعباس احمد بن احمد بن محمد بن عیسیٰ برنسی فاسی ہیں جو زروق کے نام سے مشہور ہیں۔ بروز پنجشنبہ بوقت طلوعِ آفتاب ۲۸ محرم ۸۴۶ھ میں پیدا ہوئے۔ ابھی سات برس کے نہ ہوئے تھے کہ ان کے ماں باپ نے انتقال کیا۔ دریارِ مغرب کے بڑے بڑے علماء مثلاً فوری، مجاجی، استاد ابوعبداللہ صغیر، امام صعابی، ابراہیم ناری، سیوسی، سخاوی، مصری، رصائع دوبئی اور اس مقام کے دیگر بزرگوں سے علوم حاصل کئے۔ ان کے شیخ سیدی زیتون علیہ الرحمۃ نے ان کے حق میں بشارت دی تھی کہ وہ ابدال سبعہ میں سے ہیں۔ حال باطنی میں یہ بلند مرتبہ رکھتے ہوئے علوم ظاہرہ میں بھی ان کی تصانیف نفع بخش اور بہت مفید واقع ہوئی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ حاشیہ ہے جو نہایت برجستہ واقع ہوا ہے۔ شرح رسالہ ابن ابی زید بھی ہے جو فقہ کی مالکی میں ہے۔ کتاب ارشاد ابن عسکر جو فقہ مالکی کی مشہور کتاب مختصر شیخ جلیل کے چند ابواب کی شرح ہے اس کی شرح لکھی۔ شرح قرطبیہ، شرح راغبہ، شرح عافیہ، شرح عقیدہ قدسیہ، بست و چند شرح بر حکم شیخ تاج بن عطاء اللہ، سکندر رانی، شرح حقائق المقری، شرح اسماء الحسنیٰ، شرح مراصد جوان کے شیخ ابوالعباس احمد بن عقبۃ الحصری کی تصنیف ہے۔ نصیحت کافیہ اور اس کا مختصر عانۃ المتوجہ علی المسکین علی الطریق القیم والتمکین، قواعد التصوف وحسن وخوبی میں اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے۔ حوادث الوقت جو نہایت نفیس کتاب ہے اور سو فصلوں میں اس زمانہ کے فقیروں کی بدعات کے رد میں تالیف کی ہے۔ علمِ حدیث میں بھی ایک مختصر رسالہ لکھا ہے نیز اپنے احباب کے لئے بہت سے ایسے مراسلات تحریر فرمائے جن میں ان آداب وحکم مواعظ ولطائف سلوک لکھتے تھے۔ الغرض وہ جلیل القدر شخص تھے ان کے مرتبۂ کمال کو ظاہر کرنا تحریر و بیان سے باہر ہے۔ وہ متاخرین صوفیہ کرام کے ان محققین میں سے ہیں جنہوں نے حقیقت وشریعت کو جمع کیا ہے۔ شیخ شہاب الدین قسطلانی جن کا حال پہلے گزر چکا ہے شمس الدین لقانی، خطاب الکبیر طاہر بن زبان روادی اور ان جیسے بڑے بڑے علماء نے ان کی شاگردی پر فخر وناز کیا ہے۔

وادر اقصیدہ است برطور قصیدہ جیلانیہ کہ بعض ابیات اوانیست

یعنی قصیدہ جیلانیہ کی طرز پر ان کا ایک قصیدہ ہے جس کے بعض ابیات یہ ہیں۔

انا المریدی جامع لشاتہ

اذا ما سطاجور الزمان بنکبتہ

یعنی میں اپنے مرید کو تسلی دینے والا ہوں جن زمانہ نکبت وادبار سے اس پر حملہ ہو۔

وان کنت فی ضیق وکرب ووحشۃ

فناد بیاز روق ات بسرعہ

لع نیا گرتو کسی تنگی بے چینی اور وحشت میں ہو تو یا رزوق کہہ کر پکار میں فوراً اس کی مدد کرتا ہوں۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے حضرت رزوق رحمۃ اللہ علیہ کو یہ طاقت عطا فرمائی تھی کہ اپنے مریدوں کی وحشت و بے چینی اور تنگی کے عالم میں ان کی مدد کرتے (خدا کی عطا سے) بلکہ خود علماء دیوبند کے پیرومرشد جناب حاجی امداداللہ صاحب ''کلیات امدادیہ میں حصہ ارشادِ مرشد کے صفحہ نمبر'' 13 پر لکھتے ہیں

دور کر دل سے حجاب جہل غفلت میرے رب　　کھول دے دل میں درِ علم حقیقت میرے رب

ہادی عالم علی مشکل کشا کے واسطے

حاجی صاحب کا عقیدہ تھا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشکل کشا بھی ہیں، حاجت روا بھی ہیں (اللہ کی عطا سے) اب اگر کوئی یہ کہے کہ جو حضرت علی کو مشکل کشا مانے وہ مشرک وہ فلاں وہ فلاں جیسا ضیاء الرحمٰن فاروقی کے خطبات کا مجموعہ جو قاری شبیر فاروقی نے لکھی ہے۔ (جواہرات فاروقی، جلد اول، صفحہ نمبر 31 تا 56) تک لکھا ہے تو حاجی جو ان دیوبندیوں کے پیرومرشد ہیں وہ تو حضرت علی کو ہادی اور مشکل کشا کہہ کر پکار رہے ہیں تو اب بتائیں کہ یہ جو فتویٰ آج کل کے دیوبندی حضرات ہر سنی مسلمان پر لگاتے ہیں کہ حاجی صاحب کے بارے میں ان کا کیا خیال ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ان سب کو حاجی صاحب کی اقتدا کرنی چاہیے اور جو عقائد حاجی صاحب کے تھے ان کو ویسے ہی رکھنے چاہیے خود ان کے بہت بڑے ستون مولانا اشرف علی تھانوی صاحب نے حاجی صاحب کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے حاضر ہے۔

مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے کراماتِ امدادیہ میں لکھا ہے کہ حضرت مولانا شیخ محمد صاحب نے ارشاد فرمایا کہ ہم جہاز میں سوار ہو کر حج کو چلے جہاز ہمارا گردش طوفان میں آگیا اور چار پانچ روز تک گردش میں رہا۔ محافظان جہاز نے بہت تدبیریں کیں مگر کوئی کارگر نہ ہوئی۔ آخر کار جہاز ڈوبنے لگا ناخدا نے پکار کر کہا کہ لوگو اب اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو یہ دعا کا وقت ہے۔ میں اُس وقت مراقب ہو کر ایک طرف بیٹھ گیا ایک حالت طاری ہوئی اور معلوم ہوا کہ اس جہاز کے ایک گوشے کو حافظ محمد ضامن صاحب اور دوسرے کو حاجی صاحب اپنے کندھوں پر رکھے ہوئے اوپر کو اٹھائے ہوئے ہیں اور اُٹھا کر پانی کے اُوپر سیدھا کر دیا اور جہاز بخوبی چلنے لگا۔ تمام لوگ بہت خوش ہوئے اور جہاز کی سلامتی کا چرچا ہوا۔ میں نے وہ وقت اور دن اور تاریخ اور مہینہ کتاب پر لکھ لیا اور بعد حج و زیارت اور طے منازل سفر کے تھانہ میں آ کر اس لکھے ہوئے کو دیکھ سکا اور نہ دریافت کیا۔ اُس وقت ایک طالب علم قدرت علی ساکن اپندری ملک پنجاب مرید و خادم حضرت حاجی صاحب کی خدمت میں حاضر تھا اس نے بیان کیا کہ بیشک فلاں وقت میں حاضر تھا حاجی صاحب حجرے سے باہر

تشریف لائے اور اپنی لنگی بھیگی ہوئی مجھ کو دی اور فرمایا کہ اس کو کنویں کے پانی سے دھو کر صاف کر لو اس لنگی کو جو سونگھا تو اس میں سے دریائے شور کی بو اور چکنا پن معلوم ہوا اس کے بعد حضرت حافظ ضامن صاحب اپنے حجرے سے برآمد ہوئے اور اپنی لنگی دی اس میں بھی اثر دریا کا معلوم ہوتا تھا۔

(حوالہ کرامات امدایہ صفحہ 15-14 مصنف اشرف علی تھانوی ناشر کتب خانہ شرف الرشید شاھکوٹ شیخوپورہ)

(طابع محمد حسین الرشید حنفی چشتی دیوبندی ، متبع نامی پریس لاھور)

الحاصل مذکورہ جو ذکر کیے گئے ہیں ان سے یہ بات روزِ روشن کی طرح صاف ظاہر ہے کہ تمام اکابر محققین، محدثین اور تمام سلاسل کے پیشوا بزرگانِ دین کا یہی عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے تمام انبیاء کرام، ملائکہ کرام اور صحابہ کرام، اولیاء کرام مشکل کشا بھی ہیں، حاجت روا بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین کا صحیح فہم عطا فرمائے اور اپنے عقیدہ کی حفاظت کرنے کی طاقت عطا فرمائے۔ (آمین)۔

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

۳ ذوالحجہ ۱۴۲۵ھ

☆......☆......☆

غائبانہ بیعت کا ثبوت

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس بارے میں کہ کیا غائبانہ بیعت جائز ہے؟ اب تو یوں ہورہا ہے کہ بذریعہ خطوط سے بیعت کی جاتی ہے ٹیلی فون وغیرہ پر۔اسے مفصل لکھئے اور دلائل سے ہمارے ہاں اس مسئلہ پر بہت جھگڑا برپا ہے۔

نورالحسن ڈیرہ غازی خاں

الجواب منہ الحق والہدایۃ والصواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی نسلم علی رسولہ الکریم

بیعت کے معنی ہیں ’بک جانا‘ یہی وجہ ہے کہ حقیقی مرید وہی ہوتا ہے جو مرشد کے ہاتھوں بک جائے۔آج تو صرف رسم رہ گئی ہے لیکن یہ بھی خوب ہے آخرت میں کام آئیگی (انشاء اللہ) اور بک جانا مرید کے ارادہ پر ہے اسی لئے اسے مرید ازادادۃ کہا جاتا ہے یہی وجہ بیعت کا باقی رکھنا اور توڑ دینا مرید کے ہاتھ میں ہے مرشد ہزار بار کہے دے تو میرا مرید نہیں بیعت نہیں ٹوٹتی لیکن صرف دل ہی دل میں مرید کہے کہ فلاں میرا مرشد نہیں بیعت ٹوٹ جائیگی اور یہ بیعت سنت ہے۔تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف ’’شرعی بیعت کا ثبوت‘‘ اور اس میں اصل یہ ہے کہ مرید مرشد کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر خود اس کے حوالہ کرے لیکن غائبانہ بیعت بھی جائز ہے جیسا کہ اُوپر طریقے لکھے گئے ہیں سب کے سب جائز ہیں ۔قرآن مجید میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ

(پارہ ۲۶،سورۃ الفتح،ایت ۱۰)

ترجمہ: وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

اور فرماتا ہے

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ

(پارہ ۲۶،سورۃ الفتح،ایت ۱۸)

ترجمہ: بیشک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے۔

فائدہ: یہ دونوں آیات مطلق ہیں **والمطلق یجری علی اطلاقہ** یعنی بیعت مرشد کی موجودگی میں ہو یا غائبانہ مرشد زندہ موجود ہو یا صاحب وصال۔ اس کی تحقیق آتی ہے اور صحیح بخاری شریف میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے جب یہ بیعت ہوتی ہے امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غائب تھے بیعت حدیبیہ میں ہوئی اور وہ مکہ معظمہ گئے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے داہنے ہاتھ کو فرمایا یہ عثمان کا ہاتھ ہے پھر اسے اپنے دوسرے دست مبارک پر رکھ ان کی طرف سے بیعت فرمائی اور فرمایا یہ عثمان کی بیعت ہے۔ لفظ حدیث یہ ہیں:

وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَوْ كَانَ أَحَدٌ أَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ لَبَعَثَهُ مَكَانَهُ فَبَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُثْمَانَ وَكَانَتْ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ عُثْمَانُ إِلَى مَكَّةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ الْيُمْنَى هَذِهِ يَدُ عُثْمَانَ فَضَرَبَ بِهَا عَلَى يَدِهِ فَقَالَ هَذِهِ لِعُثْمَانَ

(صحیح البخاری، کتاب المناقب ، الباب مناقب عثمان بن عفان ابی عمرو القرشی رضی اللہ عنہ ،
الجزء 12، الصفحة 32، الحديث3422)

متقدین صوفیہ کرام کی اصطلاح میں اسے روحانی بیعت کہا جاتا ہے۔ اس پر فقیر کی ایک تصنیف بنام ''روحانی بیعت کا ثبوت'' اس کی تلخیص حاضر ہے۔

روحانی بیعت کا ثبوت: روحانی بیعت عقیدت پر مبنی ہے۔ عقیدت صحیح ہے تو بیڑا پار ہے ورنہ بلا عقیدت ظاہری بیعت منافقین کو بھی کام نہ آئی۔

حدیث قدسی میں ہے:

أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي

(صحیح البخاری، کتاب التوحید ، الباب قول اللہ تعالی ویحذرکم اللہ نفسہ، الجزء 22،
الصفحة409، الحديث6856)

یعنی: میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق ہوں۔
یہی وجہ ہے کہ کبھی انسان عبادات شاقہ کے بعد بھی کامیاب نہیں ہوتا۔
لیکن کبھی

اگر ہو ذوق یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

''بہجۃ الاسرار'' میں ہے کہ حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جس کا مرشد نہ ہو اگر میرے ساتھ دل میں ہی عقیدت جوڑ لے تو وہ قیامت میں میرے مریدوں میں اُٹھایا جائے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

حوالہ جات: روحانی بیعت کا ثبوت متعدد کتب سے ملتا ہے۔ ارشادِ رحیمیہ میں شاہ عبدالرحیم والد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

معنی اُویسی آنست کہ حضرت شیخ طریقت شیخ فرید الدین عطار قدس سرہ گفتہ اند کر بعیضے از اولیاء اللہ باشد کہ ایشا نرا مشائخ طریقت و کبراء حقیقت ایسیان نامزابشانراوور ظاہر حاجت بہ پیر بنو وزیرا کہ ایشا نرا حضرت نبوت ﷺ یا روح ولی از اولیاء حق درحجر عنایت خود پرورش می دہد بیواسطہ غیر چنانچہ اُویس رادادرسالت پناہ ﷺ واین مرتبہ عالی تاہر کراخواہدرو ہد ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

(ارشادِ رحیمیہ، صفحہ۹)

شاہ محقق علی الاطلاق سیدی عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۲۷ میں فرماتے ہیں کہ

محقق ومقرر است نزد اہل کشف و کمال ایشان تاآنکہ
وفتوح از ارواح رسیدہ ... ... در اصطلاح ایشان

ابوالحسن خرقانی حضرت سلطان العارفین سیدنا بایزید بسطامی کی روحانی بیعت بھی متعدد اور معتبر کتب سے ثابت ہے۔ مثنوی شریف اور تذکرۃ اولیاء للعطار رحمۃ اللہ علیہ اور خزینۃ الاصفیاء للمفتی غلام سرور مرحوم وغیرہ اور شاہ عبدالرحیم دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

شیخ ابوالحسن بعد از وفات شیخ ابو یزید بداست آمدتے وتربیت شیخ ابو یزید وے راجب باطن روحانیت بودہ است نہ بظاہر صورت۔

(ارشاد رحیمیہ، صفحہ ٦)

سلسلہ اُویسیہ ونقشبندیہ کے علاوہ بیشمار بزرگوں کو اس طریقت سے فیض ملا ہے۔ چند ایک اسماء ارشادِ رحیمیہ میں صفحہ۵ تا صفحہ۹ میں لکھے ہیں اور ہر سلسلہ کے مشائخ کو مفتی غلام سرور لاہوری مرحوم نے حدیقۃ الاسرار میں سلسلہ اُویسیہ کے بے شمار بزرگوں کا نام لکھا ہے اور حضرت شاہ عبدالحق دہلوی قدس سرہٗ نے اخبار الاخیار اور شیخ عطار قدس سرہٗ نے تذکرۃ الاولیاء میں بہت بزرگوں کے نام لکھے ہیں۔

منجملہ ان کے ہمارے پیرانِ پیر حضرت خواجہ حافظ محمد عبدالخالق اُویسی حنفی قدس سرہٗ ہیں جنہیں حضور سیدنا اُویس قرنی رضی اللہ عنہ سے صدیوں سال وصال کے بعد فیض نصیب ہوا اور ان سطور سے بھی مقصود یہی ہے۔

فائدہ: سلاسل طیبہ کے متعلق ہمارا عقیدہ ہے کہ مسلمان جب بھی سلاسل طیبہ میں کسی سلسلہ سے وابستہ ہو گیا وہ

قیامت میں انشاء اللہ تعالیٰ بہ برکت مشائخ سلسلہ نجات سے سرشار ہوگا بشرطیکہ اس کا کسی صحیح سلسلہ ولایت سے سچی وابستگی ہو وہ صاحبِ سلسلہ بھی واقعی صاحبِ سلسلہ ہو۔ ورنہ آج کل تو یہ حال ہے کہ جو بھی کسی صاحبِ سلسلہ کی اولاد ہے خواہ وہ دین کا دشمن اور اسلامی شعار کا مخالف اور پرلے درجے کا بے عمل اور اسے کسی سلسلہ سے اجازت ہو یا نہ وہ ہمارا پیر ہے ایسے بے عمل بے سلسلہ پیروں کے لئے حضرت مولانا رومی قدس سرہٗ نے فرمایا:

کار شیطان می کند نامش ولی

گر ولی این است لعنت بر ولی

اے بسا ابلیس در روئے آدم است

پس بہر دستے نشاید داد دست

یعنی کتنے لوگ ولی کہلاتے ہیں اور کام شیطانوں کے کرتے ہیں ایسے مکار آدمیوں پر خدا کی لعنت ہے۔ ابلیس شیطان انسان کے رُوپ میں آتا ہے اس لئے ہر ہاتھ میں ہاتھ دینے سے احتیاط کرنی چاہیے۔

اسی لئے مریدین پر لازم ہے کہ چار اوصاف کے پیر کو پیر بنائے۔

۱) عقائد اہلِ سنت رکھتا ہو۔ (بدمذہب، وہابی، دیوبندی اور شیعہ نہ ہو)۔

۲) سلاسل اُولیاء میں سے کسی سلسلہ سے اسے اجازت ہو۔ صرف کسی پیر کا بیٹا یا اس کا رشتہ دار ہونا کافی نہیں ورنہ بہت سے پیرزادے پیر مریدی کا دھندہ کر رہے ہیں اس کا خیال بہت ضروری ہے۔

۳) عالم ہو کم از کم شرعی مسائل حلال و حرام اور ضروریات دین کا علم رکھتا ہو۔

دورِ حاضر میں اکثر پیر صاحبان علم دین سے کورے ہیں اسی لئے انہیں علماءِ کرام کی قدر و قیمت نہیں خود بھی جہالت کے گڑھے میں ہیں مریدین کو بھی غرق کر رہے ہیں۔

۴) شریعت کے احکام کا عامل ہو (بے عمل، بے نمازی، داڑھی منڈا) شریعت کا مخالف کبھی پیری مریدی کا حق دار نہیں۔ کیونکہ

آنکہ خود گم است کرا رہبری کند

یعنی جو خود گمراہ ہو وہ دوسروں کا کس طرح رہبر ہو سکتا ہے؟

اسی لئے مرید ہونے سے پہلے ان چار اُمور کو لازم سمجھیں ورنہ مرید ہونے کا کوئی فائدہ نہیں کہ جب یہ بات ہے تو سلاسل (قادری، چشتی، سہروردی کا وجود نہیں رہتا) سلسلہ نقشبندیہ حضرت قاسم از سلمان فارسی ثابت کیا جاتا ہے تو امام جعفر کی سلمان فارسی سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔

سلسلہ اُویسیہ کی علیحدہ حیثیت ثابت کی جائے تو محدثین کے نزدیک سیدنا اُویس کوئی شخص نہیں ہے صرف خیالی انسان کا نام اُویس ہے؟

جواب: شیخ عبدالحق محدث دہلوی ''رسائل ومسائل ومکاتیب کے پچاسویں رسالہ'' میں لکھتے ہیں کہ

حضرت حسن بصری کی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت اور تلقین ذکر وغیرہ حاصل کرنا محدثین کے نزدیک ثابت ہے اور مشہور ہے اگرچہ بعض محدثین کے نزدیک روایت بیان کرنا ثابت نہیں ہوتا تو وہ ہمیں مضر نہیں۔

ملاقات علی بہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی مزید تحقیق امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رسالہ "اتحاف الفرقہ" بر فوائد المخرقہ، مشمولہ بالحاوی للفتاوی، صفحہ ۱۹۱، جلد ۱۲" اور حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رسالہ 'فخر الحسن' اور اس کی شرح "القول المستحسن" میں دیکھیے۔

اور فقیر کا رسالہ "ازاحۃ الشحن فی ملاقاۃ العلی و الحسن" بھی ان بزرگوں کے صدقے خوب ہے۔ **الحمدللہ علی ذلک**۔

اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت سیدی شاہ احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ نے اسے جائز لکھا ہے۔ ملاحظہ "فتاویٰ رضویہ شریف، جلد ۲۶، مطبوعہ لاہور"۔

اس کی مزید تحقیق فقیر کے رسالہ ''روحانی بیعت کا ثبوت'' میں ہے۔

نوٹ: یہ بھی ایک رسالہ ہے بنام ''غائبانہ بیعت کا ثبوت''۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

فقط والسلام

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

۱۴ ربیع الآخر ۱۴۱۳ھ